مولای صل وسلم دائما ابدا　　**درسِ حدیث**　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

امام ابوحنیفہؒ کی پسندیدہ قراءت۔حضرت سعدؓ میں شان صدیقیت
فقہ حنفی کی بنیاد حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ
شیطان کا انسانی شکل اختیار کرنا۔اپنی نہیں دوسرے کی تعریف

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 50 سائیڈ A　02-08-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ کے کچھ صحابہ کرامؓ کا ذکر ہوا تھا اُس کے ذیل میں یہ تذکرہ آیا تھا کہ صحابی نے کوفہ کی تعریف کی کہ وہاں فلاں اور فلاں اور فلاں حضرات ہیں۔تو اُن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام خاص طور پر اِس لیے آیا کہ اُن کے شاگردوں نے وہاں اِن سے علم سیکھا اور آگے سکھایا۔اور کوفہ کے بارے میں یہ تعارف بھی آیا کہ وہاں صحابہ کرامؓ کی بہت بڑی تعداد سکونت پذیر ہوگئی تھی پندرہ سو صحابہ۔یعنی مدینہ منورہ کے بعد صحابہ کرام کی اتنی بڑی تعداد کسی جگہ یکجا طور پر پائی جا رہی ہو ایسے نہیں ہوا۔اِس میں کوفہ پوری دُنیا میں منفرد ہے۔ عراق ہی کا ایک حصہ ہے کوفہ کے قریب کچھ فاصلہ پر '' قَرْقِیْسِیَۃ '' وہاں چھ سو صحابہ کرام رہتے تھے۔اِدھر پندرہ سو صحابہ کرام وہ ہیں جنہوں نے وطن بنالیا کوفہ کو باقی جو اور آئے اور تشریف لے گئے اُن کی تعداد اِس کے سوا

ہے۔میں نے بتایا تھا کہ علم قراءت میں بھی یہی حال ہے کوفہ کا، علم حدیث میں بھی یہی حال ہے۔

امام بخاریؒ اور کوفہ :

امام بخاریؒ کہتے ہیں لَا اُحْصِیْ مَا دَخَلْتُ الْکُوْفَۃَ میں یہ نہیں شمار کر سکتا کہ میں کوفہ کتنی دفعہ گیا ہوں حدیثیں لینے کے لیے۔تو وہاں سے جو فقہی مسلک چلا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وہ بھی سب سے زیادہ بڑا، ساری دُنیا میں وہی پھیلا۔

امام اعظمؒ کی اخذ کردہ قراءت :

جو قراءت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لی وہ قراءتِ حفصؒ ہے۔یہ قراءت ساری دُنیا کی ہے۔ہر جگہ سے جہاں بھی سنیں آپ یہی سننے میں آئے گی۔تو یہ روایتِ حفصؒ ہے، یہ بھی کوفہ ہی کی ہے۔

قراءاتِ متواترہ اور کوفہ :

تو قاریوں میں سبعہ (سات) ہیں۔اُن میں تین کوفہ کے ہیں اور قراءاتِ عشرہ میں چار صرف کوفہ کے بن جاتے ہیں۔تو یہ شرف دُنیا میں کسی شہر کو حاصل نہیں ہے بلکہ بعض ملکوں کو بھی حاصل نہیں ہے۔ملکِ مصر میں تین سو صحابہ کرام تشریف لے گئے ہیں حالانکہ وہ ملک ہے اور یہ ایک شہر ہے۔اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے کوفہ کا علمی مقام تو وہ بہت بلند بن جاتا ہے۔

فقہ حنفی کی بنیاد :

اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی بنیاد جن لوگوں پر رکھی ہے وہ تین حضرات زیادہ ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت عمر فاروق، حضرت علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہم۔یہ حضرات بنتے ہیں تین۔اِن پر مدار ہے فقہ حنفی کا۔اِنہوں نے جو کیا جو بتلایا جو روایت سنائی اُس کو مقدم رکھا گیا اور اِس طرح سے روایات اُن کے پاس سب قسم کی جمع ہیں تو کوفہ میں جس نے علم حاصل کیا ہے اُس میں علمی تشنگی نہیں تھی جس طرح وہ سیراب ہوا ہے کسی اور جگہ جانے والے اِس طرح سیراب نہیں ہوئے۔مثلاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، اِن کا یہ علم کوفی ہی ہے سارا۔اِن کے شاگرد ہیں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اِن کا سارا علم کوفی ہی ہے۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد ہیں امام ابو یوسفؒ سے بھی کچھ پڑھا ہے اِنہوں نے، اِن کے بھی شاگرد ہیں اُن کا علم

بھی کوفی ہی ہے سوائے اِس کے مدینہ منورہ وہ گئے ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثیں سنی ہیں لکھی ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اِن کے اساتذہ میں بنتے ہیں باقی جگہوں پر طلبِ علم کے لیے جانا ایسا نہیں ثابت ہو رہا۔

امام شافعیؒ کے قولِ قدیم اور قولِ جدید کی وجہ :

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ بہت بلند ہے۔ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے پھر گئے اُدھر مدینہ منورہ۔ وہاں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا پھر کوفہ گئے پھر وہاں سے ہوتے ہوئے بغداد آئے۔ بغداد جب آئے ہیں تو اُن کے شاگرد مستقل حیثیت اختیار کر چکے تھے گویا اجتہاد کا درجہ اُنہیں حاصل ہو گیا تھا اور اُن کے اقوال اُن کے فتوے نقل کیے جاتے تھے وہ امام کی حیثیت سے سامنے آئے کیونکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِن سے (امام شافعیؒ سے) پڑھا ہے۔ گویا اب وہ بغداد کے سب سے بڑے عالم شمار ہونے لگے لیکن پھر یہاں سے وہ تشریف لے گئے مصر۔ جب مصر گئے ہیں تو وہاں جانے کے بعد دُوسرے علماء سے ملاقات ہوئی تبادلہ خیال ہوا تو انہوں نے تمام مسائل پر نظرِ ثانی کی اور اُن کی کتابوں میں قولِ قدیم اور قولِ جدید دو ملتے ہیں تو قولِ قدیم تو وہ ہے جو یہاں بغداد وغیرہ رہتے تھے مصر جانے سے پہلے یہ قولِ قدیم ہے۔ مصر جانے کے بعد یہ قولِ جدید ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا فرمایا کوفہ کو اور بلند درجہ عطا فرمایا۔ تو اِس حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دیکھو تمہارے پاس ابن مسعودؓ ہیں، سعد ابن مالکؓ بھی ہیں یعنی حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ جن کے بارے میں میں نے پہلے روایتیں سنائیں، رسول اللہ ﷺ نے اِن کو دُعا دی۔

حضرت سعدؓ اور شانِ صدیقیت .... صدیقیت کا مطلب :

اور اِن میں ایک چیز پائی جاتی تھی ''صدیقیت'' کی بھی اور ''صدیقیت'' کا مطلب یوں سمجھنا چاہیے کہ جو نبی فرمائے اُس کو اِس کی طبیعت مان لے۔ طبیعت کو ماننے میں قبول کرنے میں دیر بالکل نہ لگے بس وہ صدیق ہے۔ اور یوں سمجھ لیجئے اِس سے بھی بڑی چیز طبیعت کی مناسبت کی ہوتی ہے کہ جو بات اللہ کی طرف سے نبی پر نازل ہو رہی ہے وہ اُس کی طبیعت لیتی چلی جائے خود بخود۔ تو ایسی بات بھی پائی جاتی تھی۔ جب مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اب یہ علاقہ یوں سمجھئے کہ آزاد علاقہ تھا جیسے آزاد قبائل کا علاقہ، سرداری کا جیسے رواج ہو۔ وہاں پر رات کو چلنا پھرنا یہ خطرے سے خالی نہیں تھا۔ اگر کوئی حملہ کرے کسی کو مار دے اچانک تو پتا چلنا ہی مشکل تھا کون مار گیا کس کو مار گیا۔ دیواریں بھی کوئی ایسی نہیں تھیں حفاظتی انتظام بھی کوئی ایسا نہیں تھا۔

مثال سے وضاحت :

تو ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ کو خطرہ سا محسوس ہوا اور اُس شب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ اِس کا مطلب ہے کہ دوسرے ہجری سال کی کم از کم یہ بات ہے، ہوسکتا ہے تیسرے سال کی بات ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ کو نیند نہیں آئی۔ بے چینی رہی اور خطرہ محسوس ہوتا رہا تو خطرہ کی بات یہی ہے کہ مدینہ منورہ کی آبادی سے ہٹ کر کنارہ پر رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی رہائش پسند فرمائی۔ اب کوئی ایسی دیواریں یا قلعہ نما کوئی چیز تو تھی نہیں، مکانات کی چھوٹی چھوٹی دیواریں تھیں، مسجد جو تھی وہ بھی چھوٹی سی تھی، نیچی چھت تھی تو کوئی محفوظ چیز نہیں تھی ایسی۔ اور پہرے کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ تو اب تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ اُس زمانے کے ہتھیار جب پہن کر کوئی چلتا تھا تو وہ آپس میں ٹکراتے تھے اور آواز پیدا ہوتی تھی۔ ایسی آواز محسوس ہوئی تو دریافت فرمایا آپ نے کہ کون ہے؟ تو باہر سے جواب دیا اُس آدمی نے کہ میں ہوں سعد یعنی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ کیسے آئے ہو؟ کہنے لگے کہ مجھے جناب کے بارے میں (سکیورٹی کے حوالہ سے) خطرہ محسوس ہوا۔ تو بس اِس لیے میں ہتھیار پہن کر پہرہ دینے آ گیا اور یہاں باہر پہرہ دے رہا ہوں۔ اب یہ بات وہ ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ کے ذہن مبارک میں آ رہی تھی۔ اِن کے ذہن میں بھی وہ بات اُس وقت آئی تو ایک طرح اِن میں شان پائی جا رہی ہے صدیقیت کی۔ تو جیسی دُعا رسول اللہ ﷺ نے اِن کو دی تھی، ایسی دُعا صرف ایسے ہی آدمی کو دی جا سکتی ہے جس میں یہ وصف پایا جا رہا ہو اور اُس کا تعلق خدا کے ساتھ اتنا قوی ہو اور خدا کی نظر رحمت اُس پر اتنی زیادہ ہو۔ اور آپ نے ان کو یہ دُعا دی تھی کہ جب بھی یہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اِن کی دُعا قبول فرما۔ اب آدمی اگر صحیح استعمال نہ کرے اِس چیز کا تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر اس سے پھر اُسے ہی نقصان ہوگا اور اِس واقعہ سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ جیسے اِن میں صدیقیت کی ایک شان پائی جاتی ہو۔

شیطان کا انسانی صورت میں ظاہر ہونا اور حضرت یمان رضی اللہ عنہ کی شہادت :

آقائے نامدار ﷺ کے ایک صحابی تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اِن کا اسم گرامی تھا اِن کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ اُحد کے میدان میں شہید ہو گئے اور وہ دھوکہ سے شہید ہوئے ہیں۔ اُس زمانے میں اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے اگر شیطان کو متشکل (انسانی یا حیوانی شکل و صورت میں ظاہر) ہو کر سامنے آنا پڑا تو ایسے بھی ہوا، ورنہ شیطان خفیہ کارروائی کر سکتا ہے متشکل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اُسے پوری قوت لگانی تھی کہ اسلام نہ پھیلنے پائے نہ بڑھنے پائے، تو اِس

واسطہ متشکل ہوا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مشورہ دیا ہے اُس نے تو وہ متشکل ہو کر پہنچا ہے ابو جہل وغیرہ کے پاس میٹنگ میں۔ اِسی طرح بدر کے میدان میں بھی آتا ہے متشکل ہو کر آنا اور اُس میں تھوڑی دیر بعد جب ملائکہ کو دیکھا تو اُس نے کہا نہیں میں ساتھ نہیں رہ سکتا۔ میں بَری ہوں اور بھاگ گیا، یہ دسویں پارے کے شروع میں دوسرے رکوع میں آتا ہے اور اِس کے بعد اِس موقع پر بھی آتا ہے اِس کا متشکل ہونا تو کہیں کہیں ایسے ہوتا رہا ہے۔ تو اُحد کے میدان میں اُس نے یہ کہا کہ دیکھو تمہارے پیچھے کون ہے تو مسلمان یہ سمجھے کہ ہمارے پیچھے کوئی دشمن ہے تو انہوں نے بغیر دیکھے ہوئے تلوار سے وار کیا اور حضرت حذیفہؓ نے پیچھا دیکھا تو انہوں نے کہا یہ تو میرے والد ہیں یمان، لیکن تلوار سے وہ وار کر چکے تھے اِن کے چوٹ لگ چکی تھی اور وہ شہید ہو گئے۔ تو پھر انہوں نے ان صحابہ کو جن کے ہاتھ سے وہ شہید ہوئے تھے کہا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ اللہ تمہیں معاف فرمادے۔ بہر حال قتل نادانستگی میں ہوا ہے اور جو آواز تھی وہ صحیح تھی سنی گئی آواز۔ اُس آواز کی وجہ سے ہوا، آواز دینے والا غائب تھا۔

اور حضرت حذیفہؓ رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہ کچھ دریافت بھی کرتے رہتے تھے کہ جناب کے بعد پھر اگلے دور میں کیا کیا چیزیں پیش آنے والی ہیں جو فتنوں کی ہوں گی اور جن سے بچنا چاہیے۔ تو حضرت حذیفہ ؓ کو بہت ساری باتیں جناب رسول اللہ ﷺ یا تو اِسی وجہ سے کہ یہ قصّہ پیش آچکا تھا شفقت فرماتے ہوئے بتلا دیتے تھے لیکن اہلیت ہونی بھی تھی تو ضروری ہے کہ وہ آگے راز کی چیزوں کو راز ہی رکھیں ظاہر نہ فرمائیں، وہ اہلیت بھی تھی۔ چنانچہ یہ کہلاتے ہیں " صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " رسول اللہ ﷺ کے رازدار۔ یہ بھی وہاں کوفہ میں تھے۔

کوفہ اور حضرت سلمانؓ :

اور فرمایا سلمان " صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِى الْإِنْجِيلَ وَالْفُرْقَانَ " سلمان فارسی تمہارے پاس ہیں جو دو کتابوں والے ہیں یعنی انجیل والے بھی قرآن پاک والے بھی۔ اِنہوں نے جب انجیل پر ایمان رکھا وہ بھی صحیح ایمان تھا اور جب اِنہوں نے دیکھا اُس کے متعلق علامات اور رسول اللہ ﷺ کا ظہور تو اسلام قبول کر لیا تو وہ انجیل اور قرآن والے ہیں۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے اُن صاحب سے فرمایا تمہیں یہ فضیلت حاصل ہے کہ تمہارے پاس یہ یہ لوگ ہیں۔ اُنہوں نے آگے کیا جواب دیا کیا نہیں اُس کا ذکر یہاں نہیں ہے۔ بس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے اِن حضرات کی فضیلت کا جو حصہ تھا وہ انہوں نے بیان فرمایا کہ تمہارے پاس بہت حضرات ہیں جن سے

بہت معلومات تم حاصل کر سکتے ہو۔ جتنی یہاں مجھ سے حاصل کر سکتے ہو اُس سے زیادہ حاصل کر سکتے ہو۔ یہ اُنہوں نے فضیلت میں بیان فرمایا۔

اپنی نہیں دُوسرے کی تعریف :

تو ایک دوسرے کی تعریف وہ کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی تعریف تواضع کی علامت ہے۔ اس میں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ دوسرے کی تعریف کی جائے نہ یہ کہ دوسرے پر تنقید کی جائے اور اپنی تعریف کی جائے۔ اگر کوئی ایسے کرتا ہے تو بالکل غلط ہے۔ بس وہ اِسی میں پھنسا رہے گا، دوسرے پر تنقید اپنی تعریف۔ تو صحابہ میں یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ دوسروں کی تعریف کی ہے اور اپنے بارے میں یہ کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعا....................